اس کا فقدان نظر آتا ہے۔اس میں توازن لانے کی از حد ضرورت ہے۔

۴۔ قدیم مستند تفاسیر کے حوالہ کے ساتھ معاصر تفاسیر سے استفادہ ناگزیر ہے۔ تاریخی مقامات، تاریخی شخصیات، سائنسی اکتشافات اور جدید تہذیبی چیلنجوں کا جواب معاصر تفاسیر وتحقیقات میں ہی مل سکتا ہے۔

۵۔ اصول تفسیر وعلوم قرآن کی جانب توجہ بہت کم ہے۔ جب کہ تفہیم کا شعور پیدا کرنے کے لیے ان علوم کی تدریس بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ نصاب تعلیم میں اس کے لیے مزید وقت فارغ کرنے کی ضرورت ہے۔اسی طرح نصاب تعلیم میں تاریخ قرآن کا کوئی ذکر نہیں حالاں کہ یہ وقت کی ایک اہم ضرورت ہے کہ مدارس کے فارغین کو تاریخ قرآن کے بنیادی مباحث سے پوری آگاہی ہو، مستشرقین اور اسلام دشمن محققین کی طرف سے قرآن پر تنقید و اعتراض کا محور بالعموم تاریخ قرآن ہی ہے۔اس لیے تاریخ قرآن سے پوری واقفیت کے بغیر نہ تو ان اعتراضات کا جواب دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس عظیم الشان خدمت سے آگاہی حاصل کی جا سکتی ہے جو حفاظت قرآنی کے سلسلہ میں امت نے انجام دی ہے۔

۶۔ نصاب کی تدوین وتشکیل ایک مستقل علم ہے۔ اس علم کے ماہرین مضمون کی ہیئت، طلبہ کی نفسیات، زمانہ کی ضروریات اور نصاب کے تقاضوں سے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔اب تک دینی مدارس کے نظام میں اس علم کو مناسب اہمیت نہیں دی جا سکی ہے جب کہ واقعہ یہ ہے کہ اس علم نے تعلیمی نظام میں عظیم انقلاب برپا کر دیا ہے اور عہد جدید کے غیر معمولی علمی اکتسابات بہت حد تک اس فن کے مرہون منت ہیں۔

ارباب مدارس کو چاہیے کہ الحکمة ضالة المومن کے تحت اپنے نظام و نصاب کو چست و درست کرنے کے لیے جہاں سے مفید مشورہ مل سکے، اسے حاصل کرنے میں دریغ نہ کریں۔ اگر یہ مدارس انیسویں اور بیسویں صدی میں مروج نظام ونصاب کو ہی حرز جاں بنائے رہے تو اس بات کا بڑا اندیشہ ہے کہ اس نظام ونصاب کے زیر سایہ پروان چڑھنے والے طلبہ اور علماء اکیسویں صدی کے تقاضوں کو پورا کرنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ امت کے مستقبل کے لیے اس کے نتائج کی سنگینی کا ادراک بآسانی کیا جا سکتا ہے۔

دینیات فیکلٹی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی قرآنی خدمات

محمد سعود عالم قاسمی

قرآن کریم سرچشمہ ایمان اور علوم اسلامیہ کی جان ہے، اسی لیے ہر دور میں دینی علوم کی تدریس میں اسے مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی فیکلٹی دینیات میں بھی قرآن کی تعلیم وتدریس کو بنیادی حیثیت دی گئی ہے، یونیورسٹی کے قیام کے وقت ہی سے قرآن کریم کی تدریس یہاں کی تدریسی سرگرمیوں میں نمایاں طور پر شامل رہی ہے، یونیورسٹی کے بانی سرسید احمد خاں نے روز اول سے قرآن کریم کے درس کے ذریعہ طلباء کے دل و دماغ کو منور کرنے اور معارف قرآنی سے ان کو بہرہ ور کرنے کا منصوبہ بنایا تھا اور اس اہم کام کے لیے انہوں نے مشہور عالم دین مولانا شبلی نعمانیؒ (م۱۹۱۴ء) کو مامور کیا تھا۔ ایک موقع پر جب مولانا شبلی نعمانی نے اس ذمہ داری سے سبک دوش کیے جانے کی درخواست کی تو سرسید نے اسے منظور نہ کیا اور درس قرآن کی ذمہ داری ان سے بدستور وابستہ رہی۔[1]

علامہ شبلی نعمانی کے بعد درسِ قرآن کی یہ ذمہ داری پہلے ناظمِ دینیات مولانا عبداللہ انصاری (م۱۹۲۵ء) خویش مولانا قاسم نانوتوی بانیِ دار العلوم دیوبند کے سپرد کی گئی۔ ۱۸۹۴ء میں مولانا عبداللہ انصاری کا بحیثیت ناظم دینیات تقرر ہوا، ان کا محمڈن کالج کی تعلیمی اور دینی فضا کو استوار کرنے میں نمایاں مقام تھا۔ سید افتخار عالم مارہروی نے ان کی علمی وروحانی شخصیت کا تذکرہ کرنے کے ساتھ لکھا ہے:

> ''ہر جمعہ کے عام وعظ وپند کے علاوہ جناب مولانا صاحب طلباء مدرسۃ العلوم کو اسٹریچی ہال کے عظیم الشان کمرہ میں روزانہ بلاناغہ

مدرسہ کے اوقات سے قبل کلام مجید کی تفسیر پڑھاتے ہیں جہاں کہ
تمام اسکول اور کالج کے طلباء پیشتر سے جمع رہتے ہیں، ان مسلمان
طالب علموں میں وہ دونوں مشہور فرقے شامل رہتے ہیں جو سنّی اور
شیعہ کے نام سے معروف ہیں''۲؎

۱۹۲۰ء تک مولانا عبداللہ انصاری نے کالج کی دینی و تعلیمی خدمت انجام دی۳؎۔

مولانا عبداللہ انصاری کے بعد درس قرآن کی ذمہ داری مولانا سلیمان اشرف پھلواری (م ۱۹۳۹ء) نے سنبھالی، ان کے درس میں قرآن سے دلچسپی رکھنے والے طلباء اور دیگر حضرات شریک ہوتے، ان کا درسِ قرآن بعد نمازِ عصر ہوتا۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں:

''یونیورسٹی میں علوم اسلامیہ کے درس کے علاوہ عصر بعد قرآن پاک
کی تفسیر پڑھایا کرتے تھے، خاص خاص شوقین طالب علم اس میں
شریک ہوا کرتے تھے''۴؎

یہ درسِ قرآن اس نصابی تعلیم سے الگ تھا جس کی پابندی طلباء پر لازم تھی۔ محمڈن کالج میں سنّی اور شیعہ طلباء کی مذہبی تعلیم کا نصاب اور انتظام طے کرنے کے لیے دو الگ الگ کمیٹیاں بنائی گئی تھیں، سنّی طلباء کی مذہبی تعلیم کے لیے جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس کا نام ''مدبران تعلیم مذہب اہل سنّت و جماعت'' تھا جب کہ شیعہ طلباء کی مذہبی تعلیم کے لیے نصاب کمیٹی کا نام ''کمیٹی مدبران تعلیم مذہب شیعہ اثناعشریہ'' تھا۔ شیعہ کمیٹی میں ۱۳ علماء اور سنّی کمیٹی میں ۱۴ علماء شامل کئے گئے تھے، ان دونوں کمیٹیوں کی ذمہ داریوں میں یہ شامل تھا کہ:

''جن طالب علموں نے قرآن مجید نہیں پڑھا ہے ان کو قرآن مجید
پڑھوانے اور اس کے لیے خاص فنڈ جمع کرنے کی تدبیر کرنا''۵؎

کالج کے دستور کی دفعہ ۱۷۰ میں طلباء پر لازم کیا گیا تھا کہ کل مسلمان بورڈروں کو پنجگانہ نماز ادا کرنا اور رمضان میں بجز حالتِ عذرِ معقول کے روزوں کا رکھنا اور جن بورڈروں کے لیے قرآن مجید کی تعلیم کا انتظام ہوا ہو، ان کو مقررہ گھنٹوں میں قرآن مجید

پڑھنا لازم ہوگا۔[۶]

۱۹۲۰ء میں محمڈن کالج کو یونیورسٹی کا درجہ حاصل ہوا، اس کے بعد سے دینیات گریجویشن کی سطح تک لازمی جزو نصاب کے طور پر پڑھائی جاتی رہی، بلکہ اب بھی پڑھائی جاتی ہے، اس نصاب دینیات میں قرآن کی تعلیم، قرآن کے تعارف اور قرآن سے متعلق ضروری معلومات کو ہمیشہ شامل رکھا گیا، تاکہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے والے عام طلباء کی ذہنی تعمیر میں قرآن بنیاد کی اینٹ کی طرح شامل رہے۔

جب دینیات کی تعلیم کے لئے مستقل فیکلٹی وجود میں آ گئی تو خاص دینیات میں گریجویشن (بی ٹی ایچ) اور پوسٹ گریجویشن (ایم ٹی ایچ) کے کورس کھولے گئے، اور ان دونوں کے نصاب تدریس میں قرآن مجید کے ترجمہ، تفسیر اور علوم قرآنی کو کلیدی حیثیت دی گئی اور پہلا پرچہ ترجمہ و تفسیر قرآن ہی کا رکھا گیا۔

قرآن کی سورتوں اور قرآنیات پر تفسیروں اور کتابوں کے انتخاب میں توحسبِ ضرورت و حالت تنوع ہوتا رہا لیکن مرکزی حیثیت سے قرآن کی تعلیم کو مزید بہتر بنانے کی کوشش جاری رہی۔

چنانچہ آج بھی بی ٹی ایچ کی سطح پر قرآن کریم کی ۱۴ سورتوں کے ترجمے دونوں سالوں میں طلباء کو پڑھائے جاتے ہیں اور ساتھ ہی تاریخ القرآن و تدوین قرآن پر ضروری معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔

ایم ٹی ایچ کے دو سالہ کورس میں قرآن کریم کی سورہ یونس اور بعد کی ۱۳ منتخب سورتوں کی تفسیر متداول تفسیروں کی مدد سے پڑھائی جاتی ہے اور اسی کے ساتھ نظمِ قرآن، اقسام القرآن، قصص القرآن اور حکمۃ القرآن پر تفصیلی مطالعہ کرایا جاتا ہے۔

۱۹۸۵ء تک ایم ٹی ایچ ایک سالہ کورس تھا اس لیے صرف قرآنی سورتوں کی تفسیر پڑھانے پر اکتفا کیا جاتا تھا۔ ۱۹۸۶ء سے جب یہ دو سالہ کورس بنا تو مذکورہ علوم القرآن کو بھی شاملِ نصاب کیا گیا۔ اس طرح دینیات میں قرآن کریم کی تدریس کو مؤثر بنانے کی تدبیر کی گئی، اس سے طلباء میں قرآن فہمی کا ذوق پیدا کرنے اور قرآن کی تفسیر کا معقول منہج

اختیار کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

دینیات فیکلٹی میں ۱۹۶۰ء کے بعد تدریس کے ساتھ ریسرچ و تحقیق کی سرگرمیاں بھی شروع ہوئیں اور ان تحقیقی سرگرمیوں میں قرآنی موضوعات پر بحث و تحقیق کو خصوصی اہمیت دی گئی۔ ریسرچ کے طلباء کے لیے ایسے موضوعات اور عنوانات منتخب کیے گئے جن کا تعلق اسلامی علوم وفنون سے بالعموم اور قرآنی موضوعات سے بالخصوص تھا، فیکلٹی میں اب تک جن قرآنی موضوعات پر ریسرچ کرائی گئی ہے ان کی تعداد تیس ہے اور جن طلباء کو ان کے کام کے مکمل اور قابلِ اطمینان ہونے پر پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض کی گئی ہے، ان کی تعداد سولہ ہے۔ ذیل میں ان کی فہرست دی جاتی ہے:

نمبر شمار	عنوان	اسکالر	سنہ داخلہ
۱	قرآنک لائن آف ریزننگ	امِ ہانی فخر الزماں	۱۹۶۸ء
۲	تفسیر بیان القرآن کا تنقیدی مطالعہ	ریحانہ ضیا	۱۹۷۳ء
۳	بھگوت گیتا اور قرآن کی بنیادی تعلیمات کا تقابلی مطالعہ	امام مرتضیٰ ہاشمی	۱۹۷۳ء
۴	قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور ان کی تفسیر مظہری کا مطالعہ	رضوان الدین	۱۹۷۶ء
۵	عبرانی انبیاء کے بارے میں بائبل اور قرآن کے بیانات اور ان کا مسلمانوں پر اثر	عبدالخالق	۱۹۷۹ء
۶	دوسری اور تیسری صدی میں قرآن کے حالات	جلال الدین	۱۹۸۳ء
۷	بایولوجیکل ٹیچنگ آف ہولی قرآن	رضیہ خاتون	۱۹۸۲ء
۸	قرآن مجید کا نزول اور عوام کے عقائد	نسیم زہرہ	۱۹۸۳ء
۹	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بحیثیت ایک مفسر قرآن	محمد سعود عالم قاسمی	۱۹۹۱ء

۱۰	عقائد، عبادات اور اعمال کی تقسیم قرآن پاک اور سیرت نبوی کی روشنی میں	قیصر جہاں ہاشمی	۱۹۹۱ء
۱۱	تفسیر طبری کے مآخذ کا تنقیدی مطالعہ	محمد شعیب ندوی	۱۹۹۰ء
۱۲	ابی ابن کعب واقوالہ فی التفسیر	محمد راشد	۱۹۹۱ء
۱۳	تفسیر بالماثور اور اس کے مفسرین	احسان اللہ فہد	۱۹۹۶ء
۱۴	الازواج المطہرات واقوالھن فی التفسیر	شکیل احمد	۱۹۹۶ء
۱۵	المقارنۃ بین امثال القرآن والامثال الاخریٰ فی الادب العربی	محمد لقمان حسین	۱۹۹۶ء
۱۶	آٹھویں صدی ہجری کے عربی مفسرین	ایوب اکرم	۱۹۹۷ء

تدریس اور رہنمائی تحقیق کے ساتھ دینیات فیکلٹی کے اساتذہ نے خود اپنی تصنیف وتالیف کی بھی ایک معقول تعداد فراہم کی ہے۔ ان تصانیف میں قرآنیات کو بھی موضوعِ بحث بنایا گیا ہے چنانچہ جو کتابیں فیکلٹی کے اساتذہ نے قرآنیات سے متعلق رقم کی ہیں ان کا خلاصہ اس طرح ہے۔

۱- مولانا عبد اللطیف رحمانی صدر شعبہ سنّی دینیات نے تاریخ القرآن کے نام سے ایک اہم کتاب رقم کی ہے جس میں قرآن کریم کے نزول، کتابت، کاتبین جمع وتدوین وغیرہ کی تاریخ معتبر مآخذ سے بیان کی ہے۔ یہ کتاب مولانا زید فاروقی نے دہلی سے شائع کی ہے[۸]۔

۲- مولانا سید علی نقی النقوی (م ۱۹۸۹ء) اپنی علمی لیاقت اور وضع داری میں علماء اہلِ تشیع کے علاوہ اہلِ سنّت کے حلقہ میں بھی معروف تھے۔ وہ شعبہ شیعہ دینیات کے صدر اور فیکلٹی دینیات کے ڈین بھی رہے، انہوں نے تفسیر قرآن کے نام سے اردو زبان میں قرآن پاک کی ایک مکمل، مفصل اور مبسوط تفسیر لکھی ہے، اس میں انہوں نے قرآنی آیات کی توضیح قرآن واحادیث، اقوال ائمہ، لغت اور علوم اسلامیہ کے حوالے سے کی ہے، استدلال واستشہاد کے لیے توریت وانجیل کے حوالے بھی درج کیے ہیں اور شیعہ وسنّی

دونوں ماخذوں سے استفادہ کیا ہے، روایات نقل کرنے کے ساتھ عقلی اور منطقی استدلال سے بھی کام لیا ہے۔ ہندوستان کے علماء اہلِ تشیع میں غالبًا اس سے بہتر تفسیر نہیں لکھی گئی، یہ تفسیر غلام محمد بٹ، ثمر بگ، کشمیری نے ۱۹۸۲ء میں شائع کی تھی۔

مولانا سید علی النقوی نے قرآن کریم کی مفصل تفسیر کے علاوہ مقدمہ تفسیر قرآن بھی لکھا ہے جو الگ سے شائع ہوا ہے۔ اس کتاب کے نو ابواب بعنوان تبصرہ ہیں۔ ان میں قرآن کے لغوی و اصطلاحی معنی، کلامِ الٰہی اور صفات الٰہی، نزولِ قرآن کی تاریخ، اعجاز قرآنی، قرآن مجید کی امتیازی خصوصیات، جمع و تدوین قرآن، نفی تحریف، قراء سبعہ، فہم قرآن کے مسائل، تفسیر و اصول تفسیر، محکم و متشابہ، تاویل، معجزہ قرآن جیسے موضوعات پر مفصل گفتگو کی گئی ہے۔ یہ کتاب ادارہ معارف القرآن، لکھنؤ سے ۱۹۷۶ء میں شائع ہوئی۔

مولانا سید علی نے تحریف قرآن کی حقیقت کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی اس میں انہوں نے علماء اہل سنت و اہل تشیع کے معتبر مآخذ واقوال کے حوالہ سے یہ ثابت کیا تھا کہ قرآن آج تک اپنی اصلی حالت میں موجود ہے اس میں کوئی تحریف نہیں ہوئی ہے۔

۳- مولانا پروفیسر سعید احمد اکبرآبادی (م ۱۹۸۵ء) علماء اور دانشوروں کی صف میں محتاج تعارف نہ تھے، ماہنامہ برہان دہلی کے مرتب، مدرسہ عالیہ کلکتہ کے پرنسپل اور سینٹ اسٹیفن کالج دہلی کے عربی کے مدرس اور متعدد یونیورسٹیوں میں وزیٹنگ پروفیسر کی حیثیت سے وابستہ رہے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں فیکلٹی دینیات کے ڈین اور صدر شعبہ سنّی دینیات کی حیثیت سے ان کی خدمات معروف ہیں۹۔ ان کی کتابوں میں صدیق اکبر، عثمان ذی النورین وغیرہ کے ساتھ وحی الٰہی اور فہم قرآن کو نمایاں مقام حاصل ہے۔

وحی الٰہی میں انہوں نے تفصیل سے وحی کے تصور، وحی کے ذرائع، وحی کی ضرورت، قطعیت، دینی اور اسلامی علوم میں اس کے مقام کو عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ واضح کیا ہے۔ جب کہ فہم قرآن میں انہوں نے قرآن کریم سے استفادہ کے طریقے، تفسیر کے لیے ناگزیر علوم کی معرفت اور قرآن میں فکر و تدبر کی ضرورت پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ دونوں کتابیں قرآنیات کے طالب علموں کے لئے گرانقدر تحفہ ہیں۔ ندوۃ المصنفین دہلی

نے ان کو شائع کیا ہے۔

۴- فیکلٹی کے ایک اور استاد قاضی مظہر الدین بلگرامی (م ۱۹۹۴ء) نے جو صدر شعبہ سنّی دینیات اور ڈین بھی رہے، قرآنیات پر عیون العرفان فی علوم القرآن اور کنوز القر آن کے نام سے دو کتابیں رقم کیں۔ پہلی کتاب میں قرآن مجید کے جمع و تدوین، اسباب نزول اور محکم و متشابہ سے متعلق تفصیلی بحث ملتی ہے، یہ کتاب مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی اور پروفیسر سعید احمد اکبرآبادی کی تقاریظ کے ساتھ ۱۹۸۰ء میں ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ سے شائع ہوئی تھی۔

دوسری کتاب کنوز القرآن میں قرآن پاک کی آیات کو مختلف عنوانات کے تحت جمع کر کے ان کا اردو اور انگریزی ترجمہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مکتبہ برہان دہلی سے ۱۹۶۱ء میں مولانا اکبرآبادی کے مقدمہ کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔

۵- فیکلٹی کے معروف استاد پروفیسر فضل الرحمان گنوری، سابق صدر شعبہ دینیات و ڈین، نے علامہ جاراللہ زمخشری کی مشہور زمانہ تفسیر ''الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل'' پر ایک مبسوط کتاب رقم کی جس کا نام ہے ''زمخشری کی الکشاف۔ ایک تحلیلی جائزہ'' یہ کتاب ۱۹۸۲ء میں فیکلٹی دینیات سے شائع ہوئی تھی۔ الکشاف کے تنقیدی مطالعہ پر اردو میں یہ پہلی مفصل کتاب ہے جس میں مصنف نے زمخشری کے حالات و تصانیف، بالخصوص الکشاف میں معتزلہ کے خیالات، اعجاز القرآن، تفسیری رجحانات، عقلی طرز فکر وغیرہ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

۶- فیکلٹی کے ایک اور معروف استاذ پروفیسر محمد تقی امینی (م ۱۹۹۱ء) سابق صدر شعبہ سنی دینیات و ڈین نے حکمت القرآن کے نام سے ایک کتاب لکھی، اس میں حکمت کا مفہوم، قرآن میں حکمت کا استعمال، حکمت کے مدارج اور حکمت کے ثمرات و فوائد پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ کتاب ندوۃ المصنفین دہلی سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی ہے۔

مولانا محمد تقی امینی نے ہدایت القرآن کے نام سے قرآن پاک کی عام فہم تفسیر بھی لکھنی شروع کی تھی، جو ان کے پندرہ روزہ پرچہ احتساب میں اور لاہور سے نکلنے والے

رسالہ ''حکمت قرآن'' میں بالاقساط شائع ہوتی رہی۔ مولانا تقی امینی نے سورۃ المائدۃ تک یہ تفسیر لکھی تھی کہ ۱۹۹۱ء میں ان کا انتقال ہوگیا اور اس طرح یہ مفید سلسلہ منقطع ہوگیا۔

۷- شعبہ سنّی دینیات کے ایک اور استاذ راو عرفان احمد خاں صاحب نے جو بعد میں امریکہ منتقل ہوگئے ''ان سائٹ ان دی ہولی قرآن'' کے نام سے قرآن کریم کی انگریزی میں تفسیر لکھی ہے، سورہ بقرہ کا حصہ راقم الحروف کی نظر سے گذرا ہے، یہ تفسیر انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹو اسٹڈیز، نئی دہلی سے شائع ہوگئی ہے۔

۸- راقم الحروف نے بھی اس فیکلٹی میں تدریسی و انتظامی فرائض انجام دینے کے ساتھ قرآنیات پر حسب ذیل کتابیں رقم کی ہیں۔

(۱) شاہ ولی اللہ کے قرآنی فکر کا مطالعہ۔ اس کتاب میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے حالات زندگی اور تصانیف کے تذکرہ کے ساتھ قرآنیات پر ان کی تصانیف کا اجمالی جائزہ لیا گیا ہے اور ان کے فارسی ترجمہ قرآن فتح الرحمان کا مفصل حاصل مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب اسلامک بک فاؤنڈیشن، دہلی سے ۱۹۹۴ء میں شائع ہوئی ہے اور لاہور سے اسلامک اکیڈمی نے شائع کیا ہے۔

(۲) قرآن کی دعوتِ فکر۔ اس کتاب میں قرآن کی دعوتِ فکر، قرآن کریم میں قصص کی معنویت اور قرآن سرچشمہ ہدایت کے عنوان پر تین خطبات ہیں۔ کتاب کا دوسرا ایڈیشن مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا ہے۔

(۳) منہاج ترجمہ وتفسیر۔ اس کتاب میں حضرت شاہ ولی اللہ کے قرآنی فکر کے ساتھ اردو کے ممتاز مترجمین قرآن اور قدیم وجدید مفسرین مثلاً امام ابن تیمیہ، سرسید احمد خان، مولانا فراہی اور مولانا ابو الکلام آزاد وغیرہ کی تفسیری کاوشوں کا موازنہ کیا گیا ہے۔ پہلے یہ کتاب منہاج تفسیر کے نام سے شائع ہوئی تھی اور اب منہاج ترجمہ وتفسیر کے نام سے فاران اکیڈمی، اقرأ کالونی، علی گڑھ سے شائع ہوئی ہے۔

(۴) مطالعۂ تفاسیرِ قرآن۔ اس کتاب میں عربی و فارسی اور اردو کی حسب ذیل تفاسیر تفسیر ابن کثیر، تفسیر نظم الدرر، تفسیر بحر مواج، تفسیر معدن الجواہر، تفسیر تجلیل التنزیل،

تفسیر تدبر قرآن اور ترجمان القرآن کا مفصل مطالعہ پیش کیا گیا ہے، یہ کتاب دینیات فیکلٹی اے ایم یو سے ۲۰۰۴ء میں شائع ہوئی ہے۔

(۵) علامہ شبلی نعمانی کی قرآن فہمی۔ اس کتاب میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے پہلے مدرس قرآن اور معروف ادیب واسکالر و سیرت نگار علامہ شبلی نعمانی کی قرآن فہمی کا ان کی تحریروں کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے ۔ یہ کتاب فاران اکیڈمی، اقرأ کالونی، علی گڑھ سے ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی ہے۔

(۹) فیکلٹی کے ایک اور استاذ ڈاکٹر توقیر عالم فلاحی نے قرآنیات کے تعلق سے حسب ذیل کتابیں لکھیں ہیں۔

قرآن اور مستشرقین، برطانوی مطالعہ قرآن، علماء سلف کی قرآن فہمی اور قرآن کا تصور جنگ وامن۔

قرآن کریم کی تدریس وتحقیق کے ساتھ قرآن کریم کی تجوید وقراءت پر بھی اس فیکلٹی نے شروع سے توجہ دی ہے، چنانچہ ایم او کالج میں طلباء کو قرآن کی تعلیم تجوید کے ساتھ دی جاتی تھی۔ تجوید وقراءت کے ممتحن باہر سے بلائے جاتے تھے۔ ۱۹۱۵ء میں جو لوگ ممتحن بن کر آئے ان میں مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا آزاد سبحانی وغیرہ شامل تھے[۱۱]۔

تجوید وقراءت کی تدریس کا سلسلہ آج بھی جاری ہے بلکہ قدرے وسعت کے ساتھ جاری ہے۔ تجوید وقراءت کی دو سطحوں پر تدریس ہوتی ہے ایک سرٹیفکٹ اِن قراءت اور دوسری ڈپلوما اِن قراءت، ان دونوں کلاسوں میں طلباء کی بڑی تعداد داخلہ لیتی ہے، ان کلاسوں میں دیگر کورسوں کے ساتھ داخلہ مل جاتا ہے۔

تجوید وقراءت کی تدریس کے لئے ملک کے ممتاز قاری حضرات کو مقرر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ابتدا میں قاری ضیاء الدین صاحب اور ان کے بعد قاری نیاز احمد صاحب یہ فریضہ انجام دیتے رہے اور ان کے بعد قاری سعید الاسلام اور قاری عتیق الرحمان صاحبان اس خدمت پر مامور ہیں ۔ یہ حضرات نہ صرف تجوید وقراءت کی تدریس کرتے ہیں بلکہ یونیورسٹی کے جلسوں، کانفرنسوں اور سیمناروں کے افتتاحی اجلاس میں قراءت کے لیے بلائے

جاتے ہیں اور اپنی قراءت سے حاضرین کو مسحور کرتے ہیں۔

فیکلٹی دینیات کے تحت نظامت سنّی دینیات کا محکمہ بھی ہے، جس کا مرکزی کام یونیورسٹی کے ہاسٹل اور احاطہ میں ۲۶ مساجد کا انتظام اور نماز کا اہتمام کرنا ہے۔ یونیورسٹی کی منتظمہ نے ۱۹۷۳ء میں ائمۂ مساجد کے فرائض میں نماز کی امامت کے علاوہ یہ بھی شامل کیا کہ وہ ان بچوں کو جو ناظرہ قرآن پڑھنا نہیں جانتے کو قرآن پڑھائیں اور قرآن پاک کا درس بھی دیا کریں۔ چنانچہ یونیورسٹی کی اہم مساجد میں اس کا اہتمام جاری ہے۔

۱۹۸۳ء میں وائس چانسلر سید حامد صاحب نے جامع مسجد میں حفظِ قرآن کے لیے ایک سرکلر جاری کیا، جس کے تحت نظامت کے تین قاری حضرات حفظ قرآن کی تعلیم دینے کے لیے الگ سے مامور کیے گئے ہیں۔ حفظِ قرآن کی کلاسیں جامع مسجد میں صبح اور شام کے اوقات میں ہوتی ہیں۔

نظامت سنی دینیات قرآن سے مناسبت کا مجموعی ماحول پیدا کرنے کے لیے مقابلۂ قراءت اور تجوید وقراءت سیمنار کا اہتمام بھی کرتی رہی ہے۔ اس طرح کی ایک کانفرنس ۱۹۹۲ء میں منعقد ہوئی تھی جس کی روداد اور مقالات کی تفصیل مجلّہ دراسات دینیہ ۱۹۹۲ء کے خصوصی شمارہ ''قرآن کریم حرف وصوت'' میں شائع ہو چکی ہے۔

رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن پاک بالاستیعاب سنانے کا اہتمام یونیورسٹی کی ہر مسجد میں ہوتا ہے، بعض بڑی مساجد میں تراویح میں پڑھے گئے قرآن کا اردو ترجمہ اور خلاصہ بھی بیان کیا جاتا ہے تاکہ طلباء میں قرآن سے استفادہ اور تفہیم کا ذوق پیدا ہو۔ تراویح کی ان نمازوں میں بڑی تعداد میں لوگ شریک ہوتے ہیں۔

نئے تعلیمی سال سے قرآن مجید کے ترجمہ کی کلاسیں منتخب مساجد میں کھولی جارہی ہیں تاکہ طلبا قرآن کریم کا ترجمہ سیکھ سکیں اور قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کریں۔ اللہ سے دعا ہے کہ قرآن کریم کے نور سے ہمارے دلوں اور یونیورسٹی کے ہاسٹلوں کو منور کردے۔